سنہ ۱۳۰۹

لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب

[illegible]

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مولفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری [illegible] بنظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی احمد علی صاحب [illegible] دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد [illegible] جلد ۱۰۰۰

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشی۔ حضرت نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کو انکے پاس بھیجا اُسدن قریب دس ہزار کے ہجوم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سننے کو جمع ہوئے مولوی صاحب کے ساتھ فقط ایکہی رفیق اور حاجی حیون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے سورۂ مریم کا بیان شروع کیا اور اس زور شور اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دس ہزار سامعین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی تھیں رومال سے آنسوؤن کو پونچھتے پونچھتے رومال تر ہو گئے تھے بعد اختتام وعظ کے انگریزون نے بہت سی اشرفیان بطور انعام کے آپکو دینی چاہین مگر مولانا نے قبول نہین فرمائین اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان کرتے ہین اور اسکا عوض کسی سے نہین لیتے +

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ مین جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہین اُسکے جواب مین مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہین ہے اس وقت پنجاب کے سکھون کا ظلم اس حد کو پہونچ گیا ہے کہ اُنپر جہاد کیا جائے +

اسوقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے مشہور دہریے فاضل عبدالرحیم معروف بہ عبدالرحیم سے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید نے بحث کرکے اُسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کیونکہ یہ عبدالرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا شاگرد اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بلا کی تیز تھی اسکے ٹیڑھے اور پیچیدہ سوالون کو سنکر شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس طالب علم سے مجھکو اندیشہ ہے کہ کہین دہریہ نہو جائے سو موافق اس پیشین گوئی کے بعد تحصیل علم معقول کے یہ شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک قابل تعظیم فقط سورج ہے جس سے بہت نفع عالم تکوین کو پہونچتا ہے اسکو جو کچھ سمجھا ہے اسکے سوا اور کوئی شے قابل عبادت و تعظیم نظر نہین آتی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا کہ کلکتہ کے سب عالمون کو طفل مکتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر مین کسی مولوی کے علم کا قائل تھا مولوی اسمٰعیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک اچھا طالب علم اور ذہین آدمی ہے اس گھمنڈ سے سید صاحب کی خدمت مین بھی حاضر نہوا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے بوجہ اُلفت ہم مکتبی اُسکو سمجھانے اور قائل کرنیکا ارادہ کیا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ شخص شقی ازلی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانتک مجھکو علم ہے اسی عقیدۂ کفر پر مر گیا اور بمقابلہ نوشتہ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اُسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اُسکے علم نے بھی باتباع نوشتہ تقدیر کے اُسپر اُلٹا اثر ظاہر کیا +

تین مہینے کامل حضرت کا قیام کلکتہ مین رہا جب تبلیغ احکام الٰہی بخوبی پوری ہو گئی تب یہان سے

وطن میں پہونچکر کچھ عرصہ تک تو مرمت مکانات میں جو آپکی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ مصروف رہے اُس سے فارغ ہوکر سفرِ جہاد کی تیاری کرنے لگے اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید اور مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ علماء کو واسطے بیان کرنے مضامین ترغیب ہجرت اور جہاد کے اطراف ہندوستان میں روانہ کردیا گیا اسوقت سید صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا بیان اور تلوار و بندوق کی صفائی اور قواعد و چاندماری اور گھوڑ دوڑ ہوا کرتی تھی اب بجائے صوفی و درویش ہر شخص سپاہی بنگیا تسبیح کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جبّہ کی جگہ چست انگرکھا اور ہتھیار سربند لباس ہوگیا جن لوگون نے آپکے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب بلباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو اُنکو سخت حیرت تھی - ان دنون میں جو کوئی تحفہ تحائف آپکے لئے لیکر آتا تو اکثر ہتیار یا گھوڑے ہوتے تھے - اِنہی دنون میں شیخ فرزند علی صاحب غازی پور زمینیا سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے وردی کے کپڑے اور بیالیس جلد قرآن مجید تحفتہً لیکر آئے - اور سب سے عجیب تحفہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ انکا نام آنکا ایک نوجوان بیٹا تھا جسکو انہون نے مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے راہِ خدا میں نذر کرکے سید صاحب کے حوالہ کردیا اور عرض کیا کہ وہ اسکو اپنے ساتھ جہاد میں لیجائے اور تیغ کفار سے اسکی قربانی کرائے - اسوقت ہر شہر و قصبہ دیگا نو واقعہ برٹش انڈیا (یعنی انگریزی عملداری واقع ہند) میں علانیہ سکھون پر جہاد کرنیکا وعظ ہوتا تھا - مگر براہ دُور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع شمالی و مغربی کو بھی اِس تیاری جہاد سکھون کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب میں صاحب ممدوح نے یہ تحریر فرمایا کہ جبتک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں اسکے بعد جب سید صاحب ملک یاغستان میں پہونچکر سکھون سے جہاد میں مصروف تھے اُسوقت ایک ہنڈی سات ہزار روپیہ کی جو بذریعہ ساہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحٰق صاحب بنام سید صاحب روانہ ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اُس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعوٰی عدالت دیوانی میں دائر ہوکر ڈگری ہوا اور پھر ہنگام اپیل عدالت عالیہ دیوانی (ہائی کورٹ) آگرہ میں بھی حکم ڈگری بحق مدعی بحال رہا +

مولوی مرتضٰی خانصاحب لکھتے ہین کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لیگئے تو انکی غیبت میں مراقبہ وحدانیت میں مجھکو بہت خلجان ہوا کرتا تھا الحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب سے زیادہ مشکل یہ تھی کہ اُسکے ترک کرنیکا بھی مجھے اختیار نہ رہا تھا - رامپور وغیرہ کے سب صوفیون اور درویشون سے اُس خلجان کا علاج پوچھتا پھرتا تھا کسی سے اُس درد کی دوا نہ بن آئی - ایک باکمال درویش نے مجھسے یہ کہا کہ خانصاحب

اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے) اِس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث متشابہات سے ہے جیسے
ید اور وجہہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات اُسمیں یہ ہے کہ کعبہ عوام کے
واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مثابۃ للناس (یعنی ثواب کی جگہ) واسطے لوگوں کے کہ وہ اس
اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے
جو عوام کو نصیب نہیں۔ پس اُس نسبت کو اسطرح پر سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد
کے انوار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالامال ہو کر ذوق و شوق سے
بیقرار ہو جاتا ہے پس مرید بیساختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چومے مرشد اُسکا شوق و ذوق دیکھکر
اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیقرار دست بوسی کر کے اپنی تسکین کرلے۔ اسی طرح پر ارباب نسبت جب طواف
میں مشغول ہوتے ہیں تو انکا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیقرار ہو جاتا ہے وہ لوگ اُسوقت حجر اسود کا
بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔

یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کرنیکو تشریف لیجاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنیکو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس مُلک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں
ہیں گھر کے گھر میں اِنسے جہاد کر کے ملک ہندوستان لے لو یہاں لاکھوں آدمی آپکا شریک اور مددگار
ہو جاویگا کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کر کے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں
برسوں رہکر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا
کہ کسیکا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ
سکھوں سے جہاد کرنیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض
مذہبی ادا کرنیکے مزاحم ہوتے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز
آجاوینگے تو ہمکو اُنسے لڑنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ اور سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور
تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم اُنکے ملک میں علانیہ وعظ
کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اُسکو
سزا دینے کو تیار ہیں ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی و احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک
اِس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون
بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سنکر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی۔

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ ٹونک میں تشریف رکھتے تھے ایک روز

گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں کو تشریف لیجاتے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہمراہ رکاب تھے اُسوقت آپکا گذر ہندو گوالوں کے محلے میں سے ہوا وہ گوالے اپنے مکانوں سے نکلکر بہ ارادۂ زیارت حضرت کے باہر کھڑے ہوگئے اُن لوگونکا نصیب جو چمکا تو آپکی نظر ہدایت اثر اُن لوگوں پر پڑ گئی۔ اُسیوقت وہ سب لوگ مع زن و فرزند مسلمان ہوکر آپکی بیعت سے مشرف ہوگئے اور دولت کونین پر فائق ہوگئے چنانچہ درمسجد اقصیٰ تری طاق ابرو + کلمہ پڑھتے ہیں اُنہیں دیکھکے کافر اکثر +

نواب وزیرالدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو خلقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جو کہ شرک اور پلیدی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہوکر انوار اسلام سے منور اور دیانت وامانت سے مالامال ہوکر رشک افزائے زمین پنجاو ینگے +

سید محمد یعقوب آپکے بھانجے سے روایت ہے کہ بروقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی ہمشیرہ یعنی والدۂ سید محمد یعقوب سے رخصت ہونے گئے تو آپنے اُنسے فرمایا کہ اے میری بہن میں تمکو خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہوکر ہر مردہ سنت زندہ نہو لیگی اللہ رب العزت مجھکو نہیں اُٹھائیگا اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تمکو دے اور تصدیق خبر پر حلف بھی کرے کہ سید احمد میرے روبرو مرگیا یا مارا گیا تو تم اُسکے قول پر ہرگز اعتبار نکرنا کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کرکے مجھکو ماریگا +

آپکو سفر جہاد سے پہلے (غالباً سفر حج میں) بارہا آپکو یہ الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے ہاتھوں پر فتح ہوکر پشاور سے تا دریائے ستلج مثل ملک ہندوستان کے رشک افزائے چمن ہوجائیگا۔ چنانچہ ان متواتر وعدہائے فتح سے آپکا ہر ایک مرید واقف تھا +

نواب وزیرالدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب سید صاحب بہ ارادۂ جہاد ٹونک سے روانہ ہوئے تو اُسوقت ایک شخص عبدالحمید خان نام رسالدار رامپوری جو تمام لشکر ٹونک میں بدمعاش اور شریر برادر شیطان کرکے مشہور تھا سواری میں چلتے وقت سید صاحب سے دوچار ہوگیا اُسوقت جو کچھ اُسکے بخت خفتہ بیدار ہوئے تو سید صاحب نے تبسم فرمایا اُسی حالت سواری میں ہاتھ پھیلا کر اُسکو اور اُسکے ایک ہم مشرب رفیق کو فرمایا کہ اُٹھو خانصاحب بیعت کرلو۔ اُن دونوں نے اُسیوقت اپنے ہاتھ پھیلا کر آپسے بیعت کرلی پس الفاظ بیعت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونو بدمعاشوں کا حال اُسی گھڑی بدل گیا

اب وہی حمید خان سرگروہ اوباشان سرآمد متقیان و پرہیزگاران بنگیا اور اُسکی معصیت طاعت سے اور سرکشی صوم و صلوٰۃ سے بدلگئی ۔ طغیان و ہذیان کی جگہ مناجات برزبان اور بجائے خندہ زنی گریان اور بجاے ہزل و جدل تسبیح گویان ہوگیا اور بعوض مجلس جہلا و فساق صحبت اہل صلاح و تقوی و علماء اہل حق و یقین کا جویان ہوا یہانتک جاذبۂ عشق الٰہی کی نوبت پہنچی کہ ملازمت سرکار ٹونک چھوڑ کر ملک خراسان کو چلاگیا اور وہان بمقابلۂ دُرّانیان داد شجاعت دیکر شہید ہوا ۔

وُہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہین کہ ٹونک سے اجمیر تک مین ہمراہ رکاب سید صاحب کے تھا اس سفر مین بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ جب فقط مین اور بعض خاص خدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے تو مین دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہوکر سلام علیک کرتے اور کبھی سلام کا جواب دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے ۔ ظاہرا یہ سلام یا سوال و جواب رجال الغیب یا ارواح یا جنّون سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک گروہ رجال الغیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سفر اور حضر مین میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ کا عجیب حال ہے کہ جس کسی ملک یا شہر مین ارادہ انتشار اور ترویج ہدایت باریتعالیٰ کا ہوتا ہے تو یہ جماعت قدسیہ بہت کثرت کے ساتھ وہان جمع ہوجاتی ہے اور جس ملک مین اللہ رب العزت کو ہدایت کم کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جماعہ قدسیہ وہان بہت کم جمع ہوتی ہے ۔ اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دوسرا حال اس جماعہ قدسیہ کا یہ ہے کہ ہمارے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر اُترتی ہے اور جب ارادۂ الٰہی ہمارے کسی طرف کوچ کرنیکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگجاتی ہے تب اُنکی روانگی کو دیکھکر مین بھی خود بخود اُس طرف کو چل پڑتا ہون ۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض جگہ مہینون تک ٹہیرے رہتے تھے اور پھر یک بیک چلدیتے تھے سو یک ذرہ نیست ہمچو تنا اختیار را در دست دیگرست سکون و قرار را ۔

اُسی سفر کے ضمن مین صاحب مقالات طریقت لکھتے ہین کہ ایکروز سید صاحب اپنے لشکر سے نکلکر قضائے حاجت کے لئے جنگل کو جاتے تھے اُسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش بچھائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شعر پڑھ رہا ہے شعر اے صبا نگہتے از کوے فلانے بمن آر + زار و بیمارم و راحت جانے بمن آر + حضرت نے اُس سے پوچھا کہ میان سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو ۔ اُسنے عرض کیا کہ نہین تب آپنے فرمایا کہ ہم تمکو اسکے معنی سمجھاتے ہین یہ فرماکر اُسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھاتی سے لگایا اور تھوڑی دیر متوجہ رہے تب وہ اُسیوقت عشق الٰہی مین مستغرق و از خود رفتہ ہوکر حقیقی راحت کو پہنچگیا

صاحب مقالات طریقت یہ بھی لکھتے ہین کہ مفتی الٰہی بخش ساکن کاندھلہ جنہون نے ساتوان دفتر مثنوی
مولانا روم کا لکھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ سات برس سے جو مجھے نسیان تھا (یعنی پڑھا تھا) وہ سب دیا تھا اب
سید صاحب کی بدولت کل رسیدہ ہوگیا۔ یہ مفتی صاحب باوصف اسقدر علم اور فضل کے کہ اس دیار مین آپکا
ثانی نہ تھا سید صاحب کی نعلین برداری کو اپنا شرف جانتے تھے۔ صاحب مقالات موصوف یہ بھی لکھتے
ہین کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ نے انکے بڑے بڑے بزرگون کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب
کی ذات بابرکات مین جمع تھی ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری * سید صاحب اجمیر سے چلکر دہلی پہنچے
اور وہان سے سہارنپور وغیرہ میان دوآب کے شہرون مین گشت کرتے ہوئے براہ پانی پت و کرنال و تھانیسر
سنہ ۱۲۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ عیسوی مین بارادہ جہاد اقوام سکھ یاغستان کو روانہ ہوگئے *

ایک سیاح پانی پتی کا بیان ہے کہ جب آپ پانی پت مین پہنچے تو مین مرض گٹھیا مین مبتلا ہوکر
بیدست و پا ہورہا تھا اپنے بستر پر سے اٹھ نہین سکتا تھا جب میرے کچھ نصیب جاگے تو سید صاحب سے
دوچار ہوگیا اسوقت آپنے فرمایا کہ اے جوان اٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل مین فوراً اسی وقت
اچھا ہوگیا گویا کبھی مریض ہی نہین ہوا تھا اور آپکے ساتھ ہولیا اور بہت سے معرکون مین شریک جہاد رہا

مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہین کہ ایک روز سید صاحب نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ مین دیکھکر کہہ سکتا ہون کہ یہ بہشتی ہے یا دوزخی اسوقت
مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت مین کس فریق مین ہون آپنے فرمایا کہ تم تو شہید ہوگے چنانچہ بموجب
اسی پیشین گوئی کے ایام غدر سنہ ۱۸۵۷ عیسوی بعارضہ اسہال مولوی صاحب کو شہادت نصیب ہوئی
اور وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ کی بشارت مین داخل ہوئے *

حصہ دوم

مین آپکے سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیون کے شروع کرنے سے پہلے آپکی پُرزور تاثیرات کا سبب اور
عجائب تعلیمات کے نکات کا کسیقدر یہان بیان کرتا ہون کیونکہ آپکی درویشانہ زندگی کے صدہا واقعات
کا پلٹ اور تاثیر منقلب ماہیت کو دیکھکر ناظرین کو عجیب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپنے
کس مدرسہ مین سیکھا ہوگا سو اے ناظرین باتمکین تم پر مخفی نرہے کہ اس علم کو علم لدنی کہتے ہین ظاہری تعلیم کو اسمین
کچھ دخل نہین اسکا معلم خود خالق ارض و سما ہوتا ہے۔ مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور انکے حواریین
اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفا اور بہت سے انبیاء سابقین اُسی مدرسہ سے تعلیم پاکر پہلے

باوجود ایسی بے سروسامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہوجاوینگے تو مین خلیفہ صاحب کے ہاتھ
پر فوراً مسلمان ہوجاؤنگا - مولوی صاحب نے فرمایا کہ مین خلیفہ صاحب کا حال آپ سے کیا عرض کرون اگر شاید
آپ خلیفہ صاحب سے ملاقات کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ بعد سننے انکے کلام ہدایت نشان کے سوائے آمنا وصدقنا
کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی - پھر اتّورا صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتین جو مین نے عرض کی
ہین خلیفہ صاحب کے گوش گذار ضرور کردینا مولوی صاحب نے کہا اسکے واسطے آپکے فرمانیکی کیا ضرورت ہے مین خود ایک
ایک لفظ ان سوال و جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو مفصل گزارش کرونگا پھر اتّورا صاحب نے کہا کہ میرے سوالون
کا جواب بمقام حضرو میرے پاس پہنچایا ہوگا - مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب سے عرض کردینا ہے
جواب بھیجنا نہ بھیجنا انکے ہاتھ مین ہے - پھر اتّورا صاحب نے کہا کہ آپکے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہین ویسے
ہی ہم نصرانی بھی ہین یا کچھ فرق ہے - مولوی صاحب نے فرمایا ہان کفر مین دونو برابر ہین پھر اتّورا صاحب نے
کہا کہ ملک ہندوستان مین خلیفہ صاحب کے لاکھون مریدان نثار ہے بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور
اسوقت تمام ہندوستان نصرانیون کے قبضہ مین ہے - پھر جب سکھ اور نصرانی دونو کفر مین برابر ہین تو خلیفہ
صاحب نے اپنے لاکھون مریدون کو جمع کرکے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیون نہین کیا آخر
اتنی محنت اور مشقت سفر دور دراز کی اُٹھاکر یہان سکھون سے لڑنے کو آئے - مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار
انگریزی ہمکو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہین روکتی ہر مذہبی امر مین ہمکو پوری آزادی دے رکھی
ہے برخلاف سکھون کے کہ انہون نے لاکھون مسلمانون کو ذلیل کرکے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا
ہے اگر کوئی مسلمان عید بقرعید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اسکو جان سے مار ڈالے یہی
سبب ہے کہ خلیفہ صاحب انگریزون کو چھوڑکر سکھون سے جہاد کرنے کو آئے - پھر اتّورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپ نے
میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھڑک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کرسکوگے - مولوی
صاحب نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کرونگا - جب بات یہانتک پہنچی تو اتّورا صاحب نے
کہا کہ اب آپکو رخصت ہے پھر کسی وقت مین آپکو بلاؤنگا - مولوی صاحب وہان سے رخصت ہوکر حکیم عزیزالدین
صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہین دوپہر کا کھانا تناول فرماکر نماز مغرب تک وہین متوقف رہے
بعد ادائے نماز مغرب اپنے ڈیرہ کو تشریف لے آئے - دوسرے دن سردار وزیر سنگھ نو مسلم خفیہ مولوی خیرالدین
صاحب کے ڈیرہ پر آکر تنہائی مین بیان کیا کہ آج تیسرے پہر کو راجہ کھڑک سنگھ کے ڈیرہ پر دونو فرانسیس افسر
اور امیر خان برادر خانے خان ایک جگہ جمع ہوکر کہتے تھے کہ یہ مولوی (خیرالدین) بڑا تیز طبع اور بیباک ہے کسی
طرح بھی ہمکو ہاتھ رکھنے نہین دیتا اسواسطے اسپر فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج